ڈاکٹر سید محمد یوسف

(پروفیسر مختار الدین احمد صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ڈاکٹر سید محمد یوسف، عربی کے ایک ممتاز عالم اور کراچی یونیورسٹی کے سابق پروفیسر اور صدر شعبۂ عربی کا ۲۲ر جولائی ۱۹۷۷ء کو لندن میں انتقال ہو گیا۔

سید محمد یوسف، ۱۲ر مئی ۱۹۱۶ء کو ہندوستان کی ایک مسلم ریاست بھوپال میں پیدا ہوئے۔ اس وقت بھوپال، غیر منقسم ہندوستان کی ایک مشہور مسلم ریاست تھی جو اہل علم وفن کا مرکز تھی، جہاں نامور علماء، مشہور اطباء اور نعت گو شعرا کثرت سے آباد تھے۔ اس سر زمین نے نواب صدیق حسن خاں (متوفی ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) جیسے مشہور عالم دین اور عربی کے نامور مصنف کو پیدا کیا جس کی تصانیف عربی ممالک میں شائع ہوئیں اور جن کی شہرت پورے عالم اسلام میں پھیلی۔

سید محمد یوسف کی ابتدائی تعلیم ان کے والد ماجد سید احسان حسین کی نگرانی میں بھوپال کے مدرسۂ احمدیہ اور مدرسۂ جہانگیریہ میں ہوئی۔ انھوں نے بھوپال کے ایک عالم سے اسلامیات کی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات اجمیر بورڈ سے دیئے اور بی۔ اے ایک پرائیویٹ امیدوار کی حیثیت سے آگرہ یونیورسٹی سے کیا۔ وہ ۱۹۳۷ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ عربی میں ایم اے کی کلاس میں داخل ہوئے۔ اس وقت شعبۂ عربی میں ہمارے شیخ اور استاذ علامہ عبد العزیز المیمنی الراجکوٹی صدر شعبہ تھے اور اساتذہ میں ڈاکٹر سید عابد احمد علی، (مؤسس جامعۂ علی گڑھ سر سید احمد خاں (متوفی ۱۸۹۸ء) ایک قریبی رشتہ دار)، جنھوں نے جامعۂ اکسفورڈ سے اصلاح المنطق وابن السکیت پر کام کر کے ڈاکٹریٹ

حاصل کی تھی) مولانا لطف اللہ علی گڑھی (متوفی ۱۹۱۶ء) کے شاگرد مولانا بدرالدین علوی (جنھوں نے مختار المختار من شعر بشار للتجیبی القیروانی (قاھرہ، ۱۹۳۵ء) دیوان ابن دریدالازدی (قاہرہ ۱۹۰۰) دیوان شعر بشار بن برد (بیروت، ۱۹۶۰ء) مرتب کر کے شائع کی) ڈاکٹر مسعود احمد (جنھوں نے جرمنی سے عربی میں ڈاکٹریٹ حاصل کی تھی اور جن کی الف لیلۃ ولیلۃ اور دوسری عربی داستانوں پر بڑی گہری نظر تھی) اور الاستاذ عبدالحق بغدادی درس دے رہے تھے۔ ڈاکٹر عبدالعلیم احراری بھی اس زمانے میں جامعۂ ملیہ اسلامیہ دہلی سے علی گڑھ آگئے تھے اور شعبۂ عربی سے منسلک ہو گئے تھے۔ مؤخرالذکر نے جامعۂ برلن سے اعجاز القرآن کے موضوع پر کام کر کے ڈاکٹریٹ حاصل کی تھی، یہ مقالۂ علمیہ جرمن زبان سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر "اسلامک کلچر" (حیدرآباد) میں دو قسطوں میں چھپا (اسلامک کلچر (۱۹۳۲ء شمارہ ۱-۲) اور اس کا اردو ترجمہ جامعۂ ملیہ اسلامیہ دہلی سے شائع ہوا۔ اسی موضوع پر بعد کو کتاب النکت فی اعجاز القرآن للرمانی (دہلی، ۱۹۳۴ء) اور البیان فی اعجاز القرآن للخطابی (علی گڑھ، ۱۹۵۳ء) انھوں نے شائع کی۔

ان اساتذہ میں سے بیشتر سے سید محمد یوسف صاحب نے فیض حاصل کیا۔ اگر ان کی دینی اور مذہبی تعلیم شعبۂ اسلامیات کے سربراہ اور اپنے عہد کے بڑے جید فاضل مولانا سید سلیمان اشرف بہاری (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی نگرانی میں ہوئی تو عربی ادب اور ثقافتِ اسلامیہ میں ان کے اصل استاذ پروفیسر عبدالعزیز المیمنی تھے جن کی خدمت میں نہایت سعادت مند شاگرد کی حیثیت سے وہ ہمیشہ حاضر رہتے اور فیض اٹھاتے الاستاذ المیمنی نے جس شفقت و محبت و دلنوازی سے اپنے شاگرد کی تربیت کی اور ان پر اپنی توجہ اور الطاف و کرم کے بادل برسائے وہ ان کے تلامذہ میں بہت کم کو نصیب ہوئے۔ میں نے عمر بھر میں نہ یوسف صاحب ایسا شاگرد دیکھا جو اپنے استاذ پر اس طرح والہانہ فدا ہو۔ اور نہ میمن صاحب ایسا شفیق استاد دیکھا جو

اپنے شاگرد سے بے پناہ محبت کرتا ہو اور اسے اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔

سید محمد یوسف نے دو سال تعلیم حاصل کرکے ۱۹۴۵ء میں علی گڑھ سے بہت امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے (عربی) کی سند حاصل کی۔ وہ امتحان میں اپنے درجہ میں اول آئے۔ ان کی کلاس کے رفقاء میں تین اصحاب مجھے معلوم ہیں، ڈاکٹر سید احمد، بہار کے ایک ممتاز شریف خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جنھوں نے بعد کو ۱۹۵۳ء میں الاستاذ مہدی علام اور عبدالقادر القط کی نگرانی میں جامعۂ قاہرہ سے مشہور مصری شاعر علی محمود طٰہٰ (متوفی ۱۹۴۹) پر مقالہ لکھ کر بڑے امتیاز کے ساتھ ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ وہ جامعۂ پٹنہ کے شعبۂ عربی کے صدر اور پروفیسر مقرر ہوئے۔ انھوں نے کتاب الوصیّۃ "للموفق أبی محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی الدمشقی (متوفی ۶۲۰ھ) پٹنہ سے ۱۹۵۹ء میں شائع کی۔

یوسف صاحب کے دوسرے ساتھی ڈاکٹر سید صدرالدین "فضا" شمسی تھے جو پہلے پٹنہ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں لکچرر مقرر ہوئے بعد کو شعبۂ اردو میں منتقل ہوگئے جہاں وہ پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے۔

ڈاکٹر سید رفیع الدین، یوسف صاحب کے تیسرے ہم سبق تھے جنھوں نے علی گڑھ سے ایم۔ اے (عربی) کے بعد نعت گوئی کی تاریخ پر کام کرکے ایک گراں قدر مقالہ لکھا جس پر انھیں جامعۂ ناگپور سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔ ایک مدت تک ناگپور میں صدر شعبۂ عربی، فارسی، اردو رہ کر ابھی حال میں وہ متقاعد ہوئے ہیں اور ناگپور ہی میں علمی و تعلیمی کاموں میں مصروف ہیں۔

یہ تینوں اساتذہ اپنے زمانے میں عربی کے ممتاز طالب رہے ہیں لیکن سید محمد یوسف ایم۔ اے (عربی) کے امتحان میں اول آئے اور عربی زبان و ادب میں جو درجہ انھوں نے حاصل کیا وہ اہلِ علم سے مخفی نہیں۔

علی گڑھ میں یہ بات مشہور تھی کہ ایم۔ اے کے انشاء کے پرچہ میں یوسف صاحب کو استاذ کرم

میمن صاحب نے سو فیصدی نمبر دیئے تھے۔ میں نے اس خبر کی استاد سے تصدیق چاہی اور ان سے پوچھا کہ ان کا پرچہ کیسا تھا جس پر آپ نے انھیں سو میں سو نمبر دیئے تھے۔ فرمایا پورے پرچہ میں ایک جگہ بھی قلم رکھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ یعنی زبان و بیان کی کوئی غلطی نہیں تھی۔ عبارت مضبوط اور بے داغ تھی، صرف دو مقامات پر دو لفظ انھوں نے ایسے استعمال کیے تھے کہ ایک لفظ میں استعمال نہ کرتا اور دوسرا لفظ دارجہ کا تھا جسے میں پسند نہیں کرتا کہ میرے شاگردوں میں کوئی استعمال کرے۔

ایم۔ اے کی تکمیل کے بعد یوسف صاحب نے استاذ گرامی میمن صاحب کی نگرانی میں انھیں کے پسندیدہ موضوع مہلّب بن ابی صفرة پر ڈاکٹریٹ کے لئے مقالہ لکھا یہ بڑا اہم تاریخی کام ہے۔ اس مقالہ کے ممتحن ہندوستان کے مشہور عالم ڈاکٹر عظیم الدین احمد صدر شعبۂ عربی پٹنہ یونیورسٹی تھے (جنھوں نے نشوان بن سعید الحمیری کی کتاب شمس العلوم ودواء کلام العرب من الکلام کا ایک حصہ اڈٹ کر کے جرمنی سے ڈاکٹریٹ لی تھی۔ اس کتاب کا یہ حصہ گب میموریل سیریز لندن سے شائع ہوا) ڈاکٹر صاحب نے یوسف صاحب کے مقالے کی اپنی رپورٹ میں بے حد تعریف کی تھی۔ یہ مقالہ انگریزی میں تھا اس کے کچھ ابواب اسلامک کلچر (حیدر آباد) میں بالاقساط شائع ہوئے۔ افسوس ہے کہ مکمل کتاب اب تک شائع نہیں ہو سکی۔ یوسف صاحب علامہ میمن کی نگرانی میں کام کرنے والوں میں پہلے طالب علم ہیں جنھیں ڈاکٹریٹ ملی اور اس طرح شعبۂ عربی کے پہلے ریسرچ اسکالر ہیں جو علی گڈھ سے پی۔ ایچ ڈی ہوئے۔

یوسف صاحب غالباً ۱۹۴۲ء میں علی گڈھ کے شعبۂ عربی میں لیکچرر مقرر ہو گئے۔ میں ۱۹۴۳ء میں جب علی گڑھ آیا تو انھیں شعبہ میں لیکچر دیتے ہوئے پایا۔ اس زمانے میں ان کا ایک ایسا وصف دیکھنے میں آیا جو بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ انھیں کلاس میں سبق کے دوران جب بھی کوئی مشکل پیش آتی، تو بلا تکلف اپنے طالب علموں کے سامنے، اپنی کتاب اٹھا کر میمن صاحب کے کمرے میں جہاں وہ ایم۔ اے کے طالب علموں کو درس دیتے رہتے

پہنچ جاتے اور اپنی مشکل حل کرتے اور اسی طرح کتاب ہاتھ میں لئے اپنی کلاس میں داخل ہوتے اور شاگردوں کو پڑھانے میں مشغول ہو جاتے۔

یوسف صاحب اس طرح کئی سال تک علی گڑھ میں لیکچرر رہے۔ تقسیم ہند سے پہلے غالباً ۱۹۴۶ء کی ابتدا میں انھیں مصر جانے کا موقع مل گیا، وہاں وہ فؤاد اول یونیورسٹی قاہرہ میں ۷ سال تک اردو کے استاد رہے۔ وہاں انھیں مصری علماء سے ملنے ملانے اور ان سے مستفید ہونے کے مواقع ملے اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ انھیں دار الکتب المصریہ کے مخطوطات سے مستفید ہونے کے مواقع فراہم ہوئے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انھوں نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ مصر کے دوران قیام میں ان کی عربی بولنے کی مشق بڑھی اور ان کی تحریروں میں مزید نکھار اور حسن پیدا ہوا، پھر ان کے مضامین عربی میں لکھے ہوئے اس زمانے کے ہیں جو یونیورسٹی کے مجلہ اور دوسرے رسائل میں شائع ہوئے۔

فؤاد اول یونیورسٹی کی ملازمت کے بعد وہ سری لنکا چلے گئے جہاں وہ پیرادینیا یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں استاذ مقرر ہوئے اور کئی سال پروفیسر اور شعبے کے صدر رہنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں ان کی مدتِ ملازمت ختم ہونے پر انھیں ایک سال کی توسیع ملی۔ پھر وہ کوالالمپور کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گئے اور اب وہ تقریباً ایک سال نائجیریا کی یونیورسٹی جاس (J O S) کے شعبۂ مذاہب میں استاد کی حیثیت سے کام کر رہے تھے کہ یونیورسٹی ہی کے کسی کام کے سلسلے میں لندن کے راستے کراچی کے لئے عازم ہوئے۔ ابھی ان کا قیام لندن میں ہی تھا کہ ۲۲ر جولائی ۱۹۸۰ء کو آکسفورڈ اسٹریٹ میں ان پر قلب کا اچانک حملہ ہوا اور اسی وقت جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ ان کی تجہیز و تکفین کراچی میں عمل میں آئی۔

یوسف صاحب کی شادی ۱۹۴۵ء میں سید بشیر حیدر صاحب مرحوم سابق سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ کی صاحبزادی اور بشیر نے بمبئی میں ہوئی۔ اولاد صلبی میں پانچ لڑکیاں فوزیہ، امیمہ، سلوی، مُنّی، ہالہ ہیں اور لڑکا باقی یوسف ہے۔ فوزیہ کی شادی پیرادینیا (لنکا) میں معاشیات کے ایک پروفیسر سے ہوئی ہے۔ یہ دونوں آج کل کشمیر یونیورسٹی میں مقیم ہیں۔ دوسری لڑکی امیمہ کی شادی

ڈاکٹر ریاض سے ہوئی ہے جو سعودی عربیہ میں ڈاکٹر ہیں۔ سلویٰ ابھی ناکتخدا ہے اور کراچی میں ٹیچر ہیں۔ چوتھی بچی مُنی پٹیل پونا (ہندستان) میں اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔ پانچویں ہالہ ابھی ناکتخدا ہے اور کراچی میں زیر تعلیم ہے۔ یوسف صاحب کا لڑکا ہانی یوسف جس کی عمر ابھی ۱۰ سال ہے کراچی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بچوں اور بچیوں کے خالص عربی ناموں سے یوسف صاحب کی عربوں اور عربی سے دلچسپی اور گہرے شغف کا اظہار ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید محمد یوسف کی دو بہنوں نے بھی علی گڈھ ہی میں تعلیم حاصل کی۔ بڑی بہن ڈاکٹر ام ہانی فخرالزماں ہیں جنھوں نے علی گڈھ سے ایم اے، پی۔ ایچ ڈی کیا۔ اور پھر لکھنؤ سے ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ یہ شعبۂ فارسی میں سینئر ریڈر ہیں۔ چھوٹی بہن کا نام امت العزیز ہے۔ انھوں نے علی گڈھ سے فارسی میں ایم۔ اے کیا اور ایل ایل بی کی سند بھی علی گڈھ ہی سے حاصل کی۔

سنہ ء کے لگ بھگ کچھ دن انھوں نے کراچی میں وکالت کی پھر ۱۹ امریکہ جاکر کنساس یونیورسٹی سے ایجوکیشن میں ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کرکے واپسی پر کراچی کے ٹیچرس ٹریننگ کالج میں اُستاد ہوگئیں اور اب بھی معلّمی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ ان کی شادی احمد علی صاحب خلف سید نواب علی صاحب مرحوم، سابق پروفیسر فارسی ریاست جوناگڑھ سے ہوئی۔ یوسف صاحب کے خاندانی حالات اور دوسرے کوائف مجھے انھی سے معلوم ہوئے جن کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔ یوسف صاحب نے جامعۂ کراچی میں متعدد طالب علموں سے ڈاکٹریٹ کے مقالے اپنی نگرانی میں لکھوائے، ڈاکٹر زکریا الکتابجی نے "التزک فی مؤلفات الجاحظ ومکانتھم فی التاریخ الاسلامی، الی اواسط القرن الثالث الھجری" پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ اس مقالے کا ایک حصہ مجلۃ المجمع اللغوی (دمشق) میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر سید محمد یوسف کی تصانیف وتحریرات کی تعداد زیادہ نہیں لیکن جو کچھ انھوں نے لکھا ہے اس سے ان کی وسعت معلومات اور دِقّتِ نظر کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی کچھ تصانیف یہ ہیں۔

۱۔ الاشباہ والنظائر للخالدیّین (ج ۱، ۲) القاہرۃ ۱۹۵۸، ۱۹۶۵

۲۔ کتاب الانوار ومحاسن الاشعار للشمشاطی ج ۱، الکویت، ۱۹۷۷

۳۔ من نسب الی امہ من الشعراء للمیمنی مجلۃ المجمع اللغوی دمشق ۱۹۵۳ء

۴۔ شرح مایقع فیہ التصحیف والتحریف لابی احمد العسکری (زیر طبع)

یہ کتاب مشہور ادیب اور محقق استاد احمد راتب النفاخ کی نظر ثانی کے بعد مجمع اللغوی (دمشق)

کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے۔

۵۔ مہلب بن ابی صفرۃ

انھوں نے ابن طفیل کی حی بن یقظان کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ جو انجمن ترقی اردو

کراچی سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لاہور) اور دوسرے اردو

رسائل میں ان کے متعدد تحقیقی مضامین چھپے ہیں۔

عربی مضامین میں قابل ذکر یہ ہیں۔

۱۔ مکتوب الصابی مجلۃ المجمع العلمی دمشق (۱۹۵۰) جلد ۲۵ و ۲۶ جلد ۵

۲۔ نسخۃ فریدۃ من الجواھر المکللۃ فی الأخبار المسلسلۃ للسخاوی مجلۃ المجمع العلمی دمشق ۴ : ۲۳

۳۔ المرتضی کالمتنبی: لا ینکر معدنہ " " ۲۱ : ۴۳

۴۔ العلاقات التجاریۃ مجلۃ کلیۃ الآداب بجامعۃ فؤاد الاول (القاہرہ) یاوا ۱۹۵۳

۵۔ من کتاب الاشباہ والنظائر للخالدیین مجلۃ المجمع العلمی (دمشق) ۲۶ : ۴

" " " " ۲۷ : ۱

" " " " ۲۸ ۲

۶۔ رسالۃ الغفران للمعری، تحقیق الدکتورۃ بنت الشاطیٔ مجلۃ الکتاب یولیہ

۱۹۵۱